ABSTRACT

جب ''ترقی پسند تحریک کے انتقاد کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' کے موضوع کا انتخاب کیا تو میرا عندیہ یہ تھا کہ علی گڑھ تحریک کے بعد ترقی پسند تحریک دوسری شعوری تحریک تھی جس کے زیرِ اثر ہمارے ادب کو بعض بڑی اہم تبدیلیوں سے دوچار ہونا پڑا۔ ترقی پسند ادب کی تحریک نے شاعری اور افسانے کی طرح تنقید کے سرمائے میں بھی بہت اضافہ کیا۔ ترقی پسند ناقدین نے ادبی تنقید کو اس طلسم سے باہر نکالنے کی کوشش کی جو تاثراتی، رومانی اور ماورائی نقطۂ نظر کے پردے میں پنہاں تھی۔ اس نے ادب کو تاریخی، سماجی اور عمرانی پس منظر میں سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی اور ادب کو سماجی مقاصد کا تابع بنا کر ایسے تنقیدی شعور کو پروان چڑھایا جو اپنے زمانے کے تقاضوں سے ہم آہنگ تھا۔ نصف صدی سے زیادہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد ادب اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ ترقی پسند تنقید کے نظریاتی ارتقا اور عہد بعہد تبدیلیوں کے ساتھ ساتھ ان اعتراضات کا بھی تجزیہ کیا جائے جو سیاسی، سماجی لسانی اور روایت پرستی کے حوالے سے کیے گئے تھے کیونکہ وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ اعتراضات تقسیم ہندوستان کے بعد حقیقی آزادی اور آزادی موہوم کی بحث کے ساتھ ساتھ شیر و شکر ہوتے چلے گئے جو ہر قسم کے نظریہ اور نظریہ سازی کے خلاف تھے اور انسانوں کی آزادی کے لیے نظریات کی عمل داری کو غیر مذہب اور انسان کش رویہ سمجھتے تھے۔

یہ مقالہ پانچ ابواب اور اختتامیہ پر مشتمل ہے پہلے باب میں اردو میں تنقیدی تصورات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ جس میں تذکروں کی تنقید سے لے کر حالی، شبلی اور آزاد کی تنقید پر روشنی ڈالی گئی ہے، اس باب میں حالی، شبلی اور آزاد کی تنقیدی نگارشات میں سے ترقی پسند انتقادی تصورات کو شامل کیا گیا ہے کیونکہ سچا ترقی پسند وہ ہے جو حالات کی تبدیلی کو محسوس کرے اور ان قوتوں کی ماہیت کو سمجھے جو جماعت اور فرد پر اثر انداز ہو رہی ہیں اور یہ خصوصیات حالی، شبلی اور آزاد میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

دوسرا باب برصغیر میں ترقی پسند تحریک کے آغاز و ارتقا کے حوالے سے ہے۔ جس میں ترقی پسند تحریک کو ہندوستان کے سماجی، سیاسی، معاشرتی، معاشی اور تاریخی پس منظر کی روشنی میں دیکھا گیا ہے۔ اور اس تحریک کے زیرِ اثر ادبی اصناف میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا بھی ایک مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

تیسرا باب ترقی پسند تنقید کی فکری اساس سے متعلق ہے چونکہ ترقی پسند تحریک ۱۹۴۹ء کے منشور میں تبدیلی کی وجہ سے اشتراکیت کی طرف مُڑ چکی تھی اس لیے ضرورت اس امر کی تھی کہ اُن فکری رجحانات کا پتہ لگایا جائے جس نے اشتراکیت کو جنم دیا اور ترقی پسند تحریک کو متاثر کیا اس لیے اس باب میں مارکسی فکر کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے اور روسی ادب کا ایک اجمالی جائزہ لیا گیا ہے۔

''نمائندہ ترقی پسند ناقدین کا خصوصی مطالعہ'' اس مقالے کا سب سے اہم اور ضخامت پر مبنی باب ہے جس میں سولہ

نمائندہ ترقی پسند ناقدین کا تنقیدی وتحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے اور ہر نقاد کے فکری رجحانات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان ناقدین میں اختر حسین رائے پوری، احتشام حسین، مجنوں گورکھپوری، علی سردار جعفری، سجاد ظہیر، ممتاز حسین، مجتبیٰ حسین، احمد علی، آل احمد سرور، عزیز احمد، ظہیر کاشمیری، محمد صفدر میر، اصغر علی انجینئر، قمر رئیس، خلیل الرحمان اعظمی اور محمد علی صدیقی کے نام شامل ہیں۔

''ترقی پسند ادب پر اعتراضات اور اُن کا تجزیہ'' مقالے کا پانچواں باب ہے جس میں صرف اُن اعتراضات کو ہی شامل کیا گیا ہے جو کہ ترقی پسند ادب پر مختلف اوقات میں ہوتے رہے ہیں، نہ کہ اُن کو موضوع بحث بنایا گیا ہے جو ترقی پسندوں نے ادب کے حوالے سے کیے اس باب میں بھی اعتراضات کا ایک مختصر سا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

''اختتامیہ'' جس میں مختصراً اُن حقائق کو بیان کیا گیا ہے جو تحقیق سے ہمارے سامنے آئے ہیں۔ جس میں اثباتی اور منفی رویوں کو معروضی انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مندرجہ بالا وضاحت اس حقیقت کی مظہر ہے کہ میں نے ایک ہی موضوع پر کام کرنے کی کوشش کی ہے مگر یہ کام بہت وسیع ضخامت کا متقاضی تھا کیونکہ اس مقالے کا ہر باب درحقیقت ایک کتاب کا موضوع ہے مگر مقالے کی معقول ضخامت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہت سی تفصیلات کا اجمالاً تذکرہ کیا گیا ہے۔

اس مقالے کے تحقیقی مراحل کے دوران والدین کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ جن اساتذہ کی شفقت شامل رہی اُن میں ڈاکٹر محمد خان اشرف کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ انہوں نے میرے مشکل مقامات پر بڑے احسن طریقے سے رہنمائی فرمائی۔ میری اس کاوش میں ڈاکٹر خواجہ محمد ذکریا کا احسان اور ڈاکٹر سہیل احمد خان کی خصوصی عنایت بھی شامل رہی۔ میں اُن کا شکریہ الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا۔

تحقیقی کام میں مواد کی فراہمی ایک اہم مسئلہ ہے جس کے لیے میں ڈاکٹر ضیاء الحسن، ڈاکٹر خالد ندیم اور امجد علی شاکر کا بھی شکر گزار ہوں۔ اس کے ساتھ میں اپنی شریک حیات کا بھی ممنون ہوں جس نے پروف ریڈنگ کے مراحل میں میری مدد کی۔ اس مقالے کی تکمیل پر میں خدا کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہوں جس کی مرضی کے بغیر اسے پایہ تکمیل تک پہنچانا ناممکن تھا۔